AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 2**(2023),151-166
https://almisbah.info/

نوجوانانِ عصر حاضر کے لئے نوجوانان عہد نبویؐ کے کردار سے درس

A LESSON FOR TODAY'S TEENAGERS FROM THE ROLE OF TEENAGERS IN THE PROPHET'S ERA

* Shumaila rubab rizvi

ABSTRACT

Young people are the axis of every movement associated with any civilization, culture, religion and nation. Whether it is a revolutionary movement, a constructive movement, a cultural movement, a political movement or a religious movement, the youth are others in every scene. In the movement of the Prophets of God, including the center of the movement and the center of efforts of the President of Islam, the young people were the center of the movement. A careful study of the biography of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) shows that the work of responsibility in the era of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) was mostly done by the youth. Was handed over. History clearly provides numerous examples of this. However, when a tribe accepted Islam, the Prophet ﷺ appointed an intelligent and fit young man as its chief on the basis of his ability, despite the fact that there were high-ranking elders and capable personalities. The criteria was not according to lineage or age, the criteria was who is more familiar with Islamic teachings, principles and Sharia, who is more enthusiastic about his new religion and shows passion and dedication, who has Quranic surah's for leading prayers. Most of the young people came to Madinah and memorized the Qur'anic surah's more quickly and easily, that is, these qualities were present in most of the young people, therefore, in the history of the Prophet's era, that is, during the reign of Sayyid al-Mursaleen, Khatim al-Nabiyeen ﷺ, which is a strong, wise and all-round plan. The closure is amazing. He did not consider the honor of the nation, clan and lineage but the piety, efficiency and character of the individual as a priority and that is why he gave opportunity to the able youths to express their skills and management. Although he did not need any consultation, he himself was deprived of the most holy advice. The Lord of the Universe wanted to give a plan of action in the form of Sunnah for the future generations and the rulers of the time. He used to say that the aim was to train the youth so that they would be ready for important issues and responsibilities in the future. And he held the reins of Islam according to the teachings of the Qur'an

* M.Phil., Department of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur Mir's.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

and Hadith and Sunnah and not only spread Islam throughout the world, but also gave him eternal life with his deeds until the Day of Judgment. It is daring that the subject is so vast that it is like filling a river in a jug.

Key words: commitment, responsibility, youth, role

تعارف

امام حاکم کی نامور کتاب "صحیح مستدرک" میں صحیح حدیث کے درجے پر فائز ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ فرمانِ سرور کائنات ﷺ ہے:

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے پہلے غنیمت جانو اوران پانچ چیزوں کے ضمن میں فرمایا کہ بوڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جانو!۔"(۱)

دورِ جوانی ایسا مرحلہ ہے جو زندگی کا سنہری دور ہے دراصل سنہری دور سے مراد وہ ایام جس میں ایک انسان بھرپور چاک وچوبند ہر طرح کی حرکت ونشاط، صحت وتندرستی سے مالامال ہوتا ہے۔ اسی زمرے میں ایک اورامام ترمذی کی کتاب جامع ترمذی سے صحیح منقول ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایاہے:

" قیامت کے دن کسی بندے کے زمین کے اوپر سے اس وقت تک قدم اٹھ نہ سکیں گے جب تک کہ وہ چار سوالوں کے جواب نہ دیدے، ان چار سوالوں میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ تم نے اپنی جوانی کو کس نوعیت سے گزارا۔"(۲)

اگر ان دونوں احادیث کا دقیق مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جوانی وہ منزل ہے جس کا حساب بہت کڑا ہے تو پھر کیوں نا ایام شباب کو دین اسلام کے لیے وقف کردیا جائے۔ طلوع اسلام کے ساتھ ہی پرجوش نوجوانوں کا ایک وسیع حلقہ حضور اقدس ﷺ کے گرد مانند شمع چکر لگاتا تھا۔ اس جذبہ عشق ومحبت کی توصیف سید المرسلین ﷺ کے الفاظ میں اس طرح جھلکتی ہے کہ: خدا نے مجھے نبی بناکر اٹھایا، چنانچہ نوجوانوں نے مجھ سے معاہدہ کیا اور میری مدد کی۔ لیکن بڑوں نے مجھ سے اختلاف کیا۔ پوری تاریخ میں نوجوان بے دریغ قربانیوں کا منہ بولتا ثبوت رہے ہیں اور وہ ہر مشکل میں بہترین ساتھی اور مددگار رہے ہیں حبیب خدا ﷺ کے۔ عہد نبوی میں موجود نوجوانوں نے اپنے کردار، جدوجہد، وفاداری اور لہو سے سینچا ہے چمن اسلام کو۔ مضمون کی تحریر کو سمجھنے کے لیے عنوان کو سمجھتے ہیں۔

عہد نبوی:

عہد نبوی دو لفظوں کا مجموعہ ہے اول عہد کے معنٰی وہ دور یا زمانہ ہے جس دورانیے میں کوئی بڑی شخصیت گزرے یعنی اس ہستی کے حیات روز اول سے تادم مرگ کا عہد، انبیاء کا عہد، سلطنتوں اور حکومتوں کے حساب سے عہد، کسی بڑے کام یا واقع کا عہد۔ اسی طرح عہد نبوی اس دور کو کہتے ہیں جس میں روز اول کی وحی سے لے کر رسول خدا ﷺ کے دنیا سے رخصت ہوجانے تک کا دورانیہ شامل ہے

جس دورانیے کے نوجونوں نے اپنے کردار سے دنیا کو ذہن نشین کروادیا کہ توحید کا کیا حق ہے بنی آدم پر اور یہ باور کرایا کہ رسالت مآب محمد خاتم الانبیاء، ختم الرسل، سردار الانبیاء، سید المرسلین، سرور کائنات، سرکارِ دوعالم، آقاِ دوجہاں، خیر الانام، رحمت العالمین اور حبیب خدا ﷺ ہیں۔ اس پورے عہد نبوی میں ناصرف خود رسول اللہ ﷺ نے خود کو ان القابات سے متعارف کروایا بلکہ نوجوانانِ اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اپنی تمام ترین کاوشوں سے اس عہد نبوی کو ایسی جلا بخشی ہے کہ اس کی چمک کو کوئی بھی طاقت و قوت مانند نہیں کرسکتی کیوں کہ اس عہد کی بنیاد توحید ہے اور کلمہ توحید پڑھانے والے رسول خدا ﷺ۔

نوجوان:

نوجوان کے معنٰی و مفہوم کو سمجھنا بہت اہم ہے کیوں کہ ہمارے مضمون کا دارو مدار نوجوان اور اس کے کردار پر ہے تو اس کا دقیق مطالعہ کرکے ہی اندازہ ہوگا کہ نوجوان ہے کیا لغت کے اعتبار سے

"عربی زبان میں کلمہ شباب جوانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب کسی چیز کا آغاز ہے اور جوان کو "فتی" کہا جاتا ہے۔"(۳)

"اردو زبان میں جوان ہونے کے زمانے کو جوانی کہا جاتا ہے۔ اور لڑکپن کے دور سے نکلے ہوئے مرد یا عورت کو جوان کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بہادر، دلیر اور شجاع کے لیے بھی کلمہ "جوان" استعمال کیا جاتا ہے۔"(۴)

عموماً جوانی کے دو معنٰی اخذ کیے جاتے ہیں ایک عام اور دوسرا خاص۔ عام معنٰی کے مطابق ہر بنی آدم بچپن اور لڑکپن کے بعد جوانی کے دور میں قدم رکھتا ہے اور چالیس سے پینتالیس سن و سال گزرنے کے بعد بڑھاپے کی سن کو پہنچ جاتا ہے۔

خاص معنٰی سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی مثبت جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو قران و سنت اور احکام خداوندی کے مطابق مسلسل کھلنے اور نشو نما پانے کا موقع فراہم کرے۔ رب العالمین نے اپنے کلام بلاغت میں اور رحمت العالمین ﷺ نے اپنے کلام و اعمال کے ذریعے نوجوانوں کے کردار کو بہت اہمیت دی ہے کلام اللہ میں نیک اور صالح جوانوں کو بطور نمونہ عمل بنا کر تمام بنی آدم کے سامنے پیش کیا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق حضرت ابراہیم ایک بت شکن، حضرت اسماعیل ایک صابر، حضرت سلیمان ایک بہترین حکمران، حضرت موسیٰ ایک شجاع حضرت عیسیٰ ایک نڈر اور حضرت یوسف ایک پاکدامن جوان ہیں۔ نوجوان توبہ کرنے والے کا اجر حضرت یحیٰ بن زکریا کی مانند ہے۔

خداوند عالم نے نوجوانانِ اصحاب کہف کی ان الفاظ میں پذیرائی فرمائی:

"نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ"(۵)

"ہم آپ کو ان کی سچی خبر دیتے ہیں: بیشک وہ اپنے رب پر ایمان لانے والے نوجوان تھے، اور ہم نے انہیں مزید ہدایت سے نوازا اور ہم نے ان کے دلوں کی ڈھارس باندھ دی۔"

فرمان سرور کائنات ﷺ ہے کہ

"میری امت میں سے بہترین افراد وہ ہیں جنہوں نے اپنی جوانی خدا کے راستے میں بسر کی ہے اور اپنے نفس کو دنیا کی لذتوں سے روک کر آخرت کی یاد میں مشغول کیے رکھا ہے۔"(٦)

مزید ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ:

"جو شخص جوانی میں خدا کی عبادت کو خوش اسلوب سے انجام دیتا ہے، خدا اسے بڑھاپے میں حکمت عطا کرتا ہے۔"(٧)

ایک اور حدیث ہے جس کے راوی ابن عباس ہیں فرمان سرورر کائنات ﷺ ہے کہ

"اے جوانو! اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرو، آگاہ ہو جاو کہ جو شخص بھی اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے گا۔ خدا اسے جنت عطا کرے گا۔"(٨)

کردار

زیر قلم مضمون کا مرکزی پہلو کردار ہے اس لیے بھی لازم ہے کے لفظ کردار سے مکمل شناسائی ہو۔ فارسی زبان سے اخذ کردہ لفظ کردار کے فارسی لغت میں معنٰی

"عمل، کام، انداز، طور طریقہ "(٩)

اردو لغت میں کردار کے معنٰی "طرز، طریق، قاعدہ، چلن، خصلت، عادت "(١٠) کے ہیں۔

اصطلاحی معنٰی میں انسانی عمل، عادت و اطوار، کوشش و محنت کو کردار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں اس موضوع کی اہمیت

دور حاضر کے مسلمان نوجوانوں کے لیے یہ عہد بہت سخت و پر خطر ہے کیوں کہ یہاں قدم قدم پر سراب ہیں جو دنیاوی رنگینیوں اور ترغیبات کا لبادہ اوڑھ کر مخصوصاً مسلمان نوجوان کو اپنے شکنجے میں جکڑنا چاہتی ہیں اور بلخصوص اس کا نشانہ وہ مسلمان نوجوان ہیں جو لفظی طور پر مسلمان نہیں بلکہ عملی طور سے مکمل مسلمان ہیں جو بہت اچھی طرح سے واقف ہے کہ یہ دنیا وقتی سرائے ہے جہاں ہمارا قیام قلیل مدت کا ہے ان سب جانکاری کے باوجود بھی کبھی نا کبھی یہ نوجوان شیطان کی گرفت میں آ ہی جاتا ہے ایسے میں ایک جہاد اکبر ہے ایک مسلمان نوجوان کے لیے اس کانٹوں بھرے راستے سے دامن بچا کر چلنا، تو لازم ہے کہ دور حاضر کہ نوجوانوں کو ایسے جوانوں سے متعارف کروایا جائے جو عہد نبوی میں اپنی جان، مال، آل و اولاد، ماں باپ، مرتبے کی قربانیوں کے باوجود بھی کم سنی میں اسلام اور رسول خدا ﷺ کے لئے ڈٹے اور جمے رہے۔ کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں نوجوانوں کا کردار جسم میں روح کی مانند ہوتا ہے- ایک اسلامی معاشرے میں بھی ایک نیک اور بلند و اعلیٰ کردار نوجوان کلیدی کردار ادا کرتا ہے- ایسے میں ضروری ہے کہ اس کے سامنے کچھ حفاظتی تدابیر ہوں جو اس

کے لئے ڈھال کا کام انجام دیں۔عہد حاضر میں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لیے نوجوان نسل کے کردار کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے اس کی بنیادی وجہ نوجوان نسل کی اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ آج کا نوجوان یہ سمجھتا ہے، کہ اسلامی تعلیمات اس کی دنیاوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، اسی لیے وہ مغربی تہذیب سے متاثر ہے۔ آج کی نوجوان نسل اپنے تابناک ماضی کو بھلا بیٹھی ہے۔ سوشل میڈیا کے بے دریغ استعمال نے نوجوانوں کو غفلت کی گہری نیند میں سلادیا ہے۔ عہد نبوی میں نوجوانوں کے کردار کے موضوع پر قلمکاری کرنے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام کے رشد و ارتقاء میں جوانوں کا کردار بنیادی اہمیّت کا حامل ہے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے ہر دور کے جوانوں نے بے خوف و خطر، بناکسی حرص وطماع کے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں جن کی زمانے میں کوئی نظیر نہیں ملتی اسی لیے دعوتِ ذوالعشیر سے لے کر میدانِ محشر تک اسلام کے حیاتِ ابدی کے پرچم کی علمبرداری سید المرسلین ﷺ نے جوانوں کو سونپ دی ہے۔ سرکار دوجہاں ﷺ کا نوجوانوں کو ذمے داریاں عطا کرنادراصل ایک بہترین حکمت عملی تھا جس کے باعث وہ قوم جو جہالت کے اندھیرے میں مکمل غرق تھی حکومت وحکمرانی کے نام سے بھی آشنائی نا تھی وہ قوم کم و بیش بیس سال کے اندر تین براعظموں کی حکمران بن بیٹھی جنکے پاس اعلیٰ مدبر اور بہادر ترین سپہ سالار اور منتظم افسران کی ایک قطار تھی جن پر آج تک تاریخِ انسانیت ناز وفخر کرتی ہے۔ اس معلومات کی جانکاری کے بعد یقیناً دور حاضر کے نوجوان کے دل میں یہ تشویق پیدا ہوگی کے ہم بھی ان جوانوں کے نقش قدم پر گامزن ہو جائیں جو محشر تک علمداری کرنے والے ہیں۔ عہد حاضر کے نوجوانوں کو اس علمداری کی منزل تک پہنچنے میں بہت سی رکاوٹوں کا سامنا ہے جن میں سرفہرست پر فتن منحرف افکار، گمراہ مکاتب فکر، نامعقول ہوس پرستی، اور بحر بے کنار نظریاتی جنگ شامل ہیں۔

عہد نبوی میں نوجوانوں کا کردار

عہد نبوی میں نوجوانوں کے اعلیٰ کردار نے نومولود اسلام کو ایک طاقتور اور بھرپور شباب عطاء کیا۔ نوجوانوں نے کوئی ایسا مقام، کام یا سلسلہ ایسا نہیں چھوڑا تھا جس میں اپنے مثبت کردار سے آقاِ دوجہاں ﷺ کی مدد و معاونت نا کی ہو۔ بعد از ہجرت مدینہ منورہ میں آمد کے بعد سب سے پہلا عمل آنحضرت ﷺ نے یہ انجام دیا کہ اپنے بیت مبارک کے سامنے درس و تدریس اور بے گھر افراد کے لیے ایک چبوترہ بمع سائبان بنوادیا جس کو سب نے صفہ کا نام دیا یہ ایک بابرکت و کرامتی مقام تھا جو سورج کی روشنی میں اپنے پاس سے علم کی روشنی تقسیم کرتا تھا یعنی دن میں اس جگہ سے درس و تدریس کے فیض جاری ہوتے اور چاند کی چاندنی میں یعنی بوقت شب یہ مقام دارالاقامہ بن جاتا۔ یہ وہ مقام ہے جسے نوجوانوں کے پہلے درس و تدریس کے مرکز کی حیثیت حاصل ہے کیوں کہ نا صرف آپ ﷺ بذات خود درس و تدریس دیتے بلکہ یہ ذمہ داری نوجوان رضاکاروں پر عائد تھی کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو ابتدائی تعلیم اور لکھنا پڑھنا، سکھائیں۔ یہ تو ابتدائیہ تھا اس سے زیادہ کٹھن و پر آزمائش ذمہ داریاں عہد نبوی میں نوجوانان اسلام نے اپنے مضبوط وطاقتور کردار سے نبھائی ہیں کیوں کہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کو نوجوانوں پر مکمل بھروسہ تھا۔ ہجرت کے تیسرے سال قریش تین ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو صحابہ کرام اور بزرگوں کا خیال تھا کہ ان سے شہر سے باہر لڑائی نا کی جائے۔ جب کہ نوجوانوں نے اس رائے

سے اختلاف کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں دشمن پر چڑھادو کرنا چاہیئے تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم خوفزدہ ہیں اور کمزوری کی وجہ سے شہر میں رہ گئے ہیں۔ نوجوانوں کے اصرار کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ان کی رائے لی اور ان کی رائے کو مقدم رکھتے ہوئے شہر سے باہر دشمن سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ یہ نوجوانوں کی رائے اور جذبے کی طرف سید المرسلین ﷺ کی توجہ کا مظہر ہے۔ یہاں تک کہ سردار انبیاء ﷺ نے نوجوانوں کی طاقت کو اسلام کی تبلیغ کے لیے استعمال کیا۔ جس کی چند ایک مثالیں زیر قلم ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے پہلے نوجوان جو سید المرسلین ﷺ کے ساتھ ہر ہر مقام پر ہم قدم ہیں آغاز جوانی سے ہی حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیا اور دین اسلام کے راستے میں بیشمار قربانیاں دیں۔ ایک ایسا کردار جو رسول اللہ ﷺ کی جان سمجھا جاتا ہے یعنی کہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یعنی ایسا کردار جس نے کبھی بتوں کے آگے سجدہ نا کیا ہو۔ آپ کا کردار ایسا بے مثال و بے نظیر ہے کہ جس کی پوری تاریخ میں کوئی مثل نہیں ہر ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کی جان کے محافظت فرمائی تاحیات ایک سائے کی مانند ہمیشہ رسول خدا ﷺ کے ایک قدم پیچھے چلتے رہے ہجرت کی رات جان کی پرواہ کیے بنا بستر رسول اللہ ﷺ پر سو گئے۔ شعب ابی طالب ہو یا میدان جنگ شجاعت اتنی اوج پر ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے پکارا:

"علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں"(۱۱)

سرکار عالم ﷺ نے ان کی قابلیت کی بنیاد پر بھاری اور اہم ذمہ داریاں۔ جیسے کہ سورہ براءت کی تلاوت اور پیغام پہنچانا اور آپ کو یمن بھیجنا جیسے امور آپ کے سپرد کیے ابتدائے اسلام کے اولین نمازیوں میں سے ایک ہیں تقریباً تمام معرکوں میں شرکت کی خواہ غزوہ ہو یا سریا، شجاعت ایسی کہ جس کا کوئی ثانی نہیں کبھی مرحب کے ٹکڑے تو کبھی عمرو بن عبدود کے ٹکڑے کرتے ہیں تو بازبان سرکار دوعالم ﷺ کل ایمان کا خطاب پاتے ہیں۔ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لیے عموماً معاہدے آپ کے دست مبارک سے قلم بند ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کردار سے درس: آپ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ وفاشعاری، شوقِ جہاد، ذوقِ عبادت، عاجزی و انکساری میں بلند مقام پانا ناممکن نہیں ایک اہم ترین درس اطاعتِ اللہ و رسول ﷺ ہے کم سنی سے لے کر شہادت تک کوئی لمحہ ایسا نا گزرا جس میں اطاعت اللہ و رسول ﷺ سے غفلت برتی ہو۔ اکثر دشمنان اسلام کے سوشل میڈیا پر یہ جملہ نظر آتا ہے کہ "خیبر تمہاری آخری فتح تھی" عہد حاضر کا نوجوان اگر غور کرے تو وہ یہ جان جائے گا کہ اب ہم تلوار سے نہیں فقط زبانی کلامی دعوں سے لڑتے ہیں ابھی دیر نہیں ہوئی تاریخ کے دریچے کھلے ہیں درس کے لیے خیبر کے فاتح آج بھی مسلمان ہی ہیں۔

حضرت جفر طیارؓ

حضرت جفر طیار بن ابی طالبؓ اپنے بھائی حضرت علی مرتضٰی شیر خدا سے دس سال بڑے تھے۔ اسلام کے آغاز میں ان کی عمر بیس سال تھی اور وہ دوسرے مشہور مسلمان نوجوان ہیں آپؓ کی جوانی بہت پاکیزہ تھی۔ جعفر بن ابی طالبؓ اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔

" ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: تیرے اندر وہ کون سی چار خوبیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا؟ جعفرؓ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر یہ حقیقت نہ ہوتی کہ خدا نے آپ کو اطلاع دی ہے تو میں انہیں کبھی ظاہر نہ کرتا: میں آپ ﷺ سے کبھی نہ پوچھتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ عقل کو تباہ کر دیتا ہے۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا؛ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ جھوٹ انسان کی قدر کم کرتا ہے۔ میں نے کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ جو کچھ میں نے دوسروں کو کرنے دیا وہی میرے ساتھ ہو گا۔ میں بتوں کی پرستش نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ تو ازن بیکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ واقعی اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو پر عطا کیے ہیں تاکہ آپ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر سکیں۔".(۱۲)

آپؓ نے مسلمانوں کے ایک ایسے گروہ کی قیادت کی جو دشمنان اسلام کی اذیتوں کا شکار ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے جب کہ آپؓ کے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ آپؓ قریش کر سردار کے بیٹے تھے مگر اپنی زوجہؓ کو ساتھ لے کر ان مظلوموں کی ہم راہی اس لیے کی کے کہیں ان کو کسی پریشانی کا سامنا نا ہو اور جب ایسا ہوا تو نجاشی کے عظیم دربار میں ان کا جرات مندانہ عمل اور دین اسلام کے خوبصورت تعارف کے ساتھ سورہ مریم کی آیات کی تلاوت رسول اکرم ﷺ کا نوجوانوں پر بھروسے کا شاندار مظہر ثابت ہوا سید المرسلین ﷺ آپؓ کو ابوالمساکین کے نام سے پکارا کرتے تھے کیوں کہ آپؓ کشادہ دست وفیاض تھے، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے میں آپؓ کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا، جنگ موتہ کی لڑائی میں آپؓ سپاہ سالار تھے اسی جنگ میں آپؓ شہید ہوئے اور آپؓ کی شہادت سے آپ ﷺ کو عرصہ تک شدید غم رہا۔

حضرت جعفر طیارؓ کے کردار سے درس: آپؓ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ جھوٹ، زنا، بت پرستی ایسی لعنتیں ہیں جن کو دھتکار کر ایک نوجوان کردار کی بلندیوں کو پہنچ سکتا ہے کے ملائکہ کے ساتھ پرواز کرے اور ایک ایسا کردار جو اسلام کے لئے مال واسباب، مکان و سکون کے باوجود بھی سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کر سکتا ہے۔ تو عہد حاضر کا نوجوان کیا نہیں کر سکتا؟

حضرت زید بن حارثہؓ

حضرت زید بن حارثہؓ غلاموں میں سب سے پہلے نوجوان تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا زید بن حارثہؓ تیسرے نوجوان ہیں جو مسلمان ہوئے اور وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید کی سورہ احزاب میں آیا ہے۔(۱۳) طائف کے سفر کے دوران وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ کو حملے اور پتھراؤ سے بچایا اور کئی جگہ زخمی ہوئے۔ نوجوان زیدؓ نے عہد نبوی کی اکثر لڑائیوں اور جنگوں میں حصہ لیا اور آپ ﷺ نے انہیں آٹھ سلسلوں کا امیر بنایا، حضرت زیدؓ تیر اندازی میں مخصوص کمال رکھتے تھے، ان کا شمار ان مشاہیر صحابہ میں تھا جو اس فن میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے، معرکۂ بدر سے غزوۂ موتہ تک جس قدر اہم وخون ریز معرکے پیش آئے سب میں پامردی و شجاعت کے ساتھ شریکِ کارزار ہوئے، غزوۂ مریسیع میں چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ میں اپنی جانشینی کا فخر بخشا اس

لیے اس مہم میں حصہ نہ لے سکے آپؓ نے اپنی بے لوث وفاداری کے باعث حبیب خدا ﷺ کے قلب اطہر میں وہ مقام پایا کہ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں اعلان فرمایا کہ:

"زید میرا بیٹا اور وارث ہے اور میں اسکا وارث ہوں۔"(۱۴)

حضرت زید بن حارثہؓ کے کردار سے درس: آپؓ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ رحمت العالمین ﷺ کے ساتھ غیر متزلزل وفاشعاری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زید بن حارثہؓ، زید بن محمد ﷺ بن جاتے ہیں۔ایسا نہیں کہ فقط عہد نبوی میں سرکار دوعالم ﷺ کو وفاو جانثاری کی ضرورت تھی آج بھی اسلام عہد حاضر کے نوجوانوں سے یہ وفاو جانثاری چاہتا ہے تاکہ اسلام کو حیات جاوِدانی نصیب ہو۔

حضرت زید بن ثابتؓ

عہد نبوی میں ایسے بہترین دماغ اور ذہانت کے نوجوان موجود تھے جو مہینوں کی یادداشت شب وروز میں ذہن نشین فرمالیتے تھے ان میں سے ایک حضرت زید بن ثابتؓ کی ذہانت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ فارسی، حبشی، یونانی اور عبرانی زبانیں بھی اپنے شوق سے مدینے آنے والے مسافروں سے چند روز میں سیکھ لیں اور اسی طرح لکھنا سیکھا۔پیارے نبی ﷺ کے حکم اور مشورے پر پرجوش نوجوان زید بن ثابتؓ نے یہودیوں کی رسم الخط اور زبان (عبرانی) سیکھنا شروع کی۔ جزیرہ نما عرب کے یہودیوں کے خط و کتابت کو پڑھنے میں مہارت حاصل کی اور سترہ دنوں میں سریانی زبان جو عیسائیوں کی عام بولی تک بھی سیکھ لی تاکہ یہودیوں سے خط کتابت میں اسلامی محکمہ خارجہ کسی غیر مسلم یہودی کا محتاج نہ رہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کمسن کاتب وحی تھے ان کے علاوہ دیگر کاتب بھی اکثر نوعمر تھے۔ حضرت علی شیر خدا، حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سب نوجوان لوگ تھے۔حضرت زید بن ثابتؓ حساب کے بھی ماہر تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کے کردار سے درس: آپؓ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ عہد نبوی میں جب ٹیکنالوجی نام کی کوئی شے نا تھی اُس وقت کے نوجوان علمی و دینی کمالات کے ساتھ انتظامی قابلیت کے ماہر تھے توعہد حاضر کا نوجوان جدید ترین ٹیکنالوجی کی موجودگی میں کیا سے کیا کرسکتا ہے؟ ذرا نہیں پورا سوچنے کی ضرورت ہے۔

حضرت معصب بن عمیرؓ

پیغمبر اسلام ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے پہلے ایک دن مدینہ کے دو بزرگ جن کا نام اسد بن زرارہؓ اور ذکوان بن عبد قیسؓ تھا مکہ آئے اور انتہائی مشکل حالات میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن سکھائے اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف بلائے ۔بیعت نبوی عقبہ اولی کے بعد یہ پہلا موقع تھاجب مدینہ کے عظیم اور متنازعہ شہر نے پیغمبر خدا ﷺ سے ایک نمائندہ طلب کیا اور یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اسلام کے عظیم رہنما سرکارِ دوعالم ﷺ نے مکہ سے باہر ایک سرکاری نمائندہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کا

انتخاب کیا گیا وہ اس حساس مشن کے لیے ضروری اہلیت کا حامل ہونا چاہیے تھا۔ پیغمبر خدا ﷺ نے تمام مسلمانوں میں سے نوجوان مصعب بن عمیرؓ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو، جو ایک نوجوان تھے، جو قرآن حفظ اور تلاوت کرتے تھے اور جنہوں نے بہت زیادہ قرآن سیکھا تھا، اسد بن زرارہؓ کے ساتھ مدینہ جانے کا حکم دیا۔

اس نوجوان نے ایمان، جذبے اور وسائل کے ساتھ اپنے مشن کو بخوبی نبھایا۔ زیادہ دیر نہیں گزری کہ مدینہ کے تمام طبقوں خصوصاً نوجوان نسل نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور مسلمان ہوگئے اور مدینہ میں پہلا جمعہ ان کی امامت میں ادا کیا گیا۔

> "حضرت مصعب بن عمیر "مقری" استاد کے نام سے معروف ہوگئے۔ ان کی علمی بصیرت، عقل و دانش اور معلمانہ اوصاف کی بنا پر بنی الاشہل کے دونوں سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے قبول اسلام کا یہ اثر ہوا کہ شام تک سعد بن معاذ کا سارا قبیلہ اسلام لے آیا سوائے اس آدمی کے جس کا نام اصیرام تھا اس کا اسلام جنگ احد تک موخر ہوا۔ نبی کریمؐ کے مقرر کردہ معلم مصعب بن عمیر کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کی وجہ سے نبوت کے تیرہویں سال ایام حج تک انصار کا کوئی گھرانہ باقی نہ بچا کہ جس میں مرد و عورتیں مسلمان نا ہو چکی ہوں، صرف بنی امیہ بن زید، خطمہ اور وائل کے چند مکانات باقی رہ گئے تھے۔"(۱۵)

حضرت مصعبؓ مدینے میں داخل ہوئے اور ہر روز گھر سے نکل کر خزرج کی مجلسوں میں گھومتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے بہت سے نوجوانوں نے ان کی پکار پر لبیک کہا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے پہلے نمائندے تھے جو اسلام کے احکام کی تبلیغ کے لیے مدینہ منورہ گئے تھے آپؓ نے مدینے میں جا کر اپنی جدوجہد، بصیرت، علم و دانش اور حسنِ تدبیر کے باعث بہت جلد رسول اللہ ﷺ کی مدینے آمد کا راستہ ہموار کیا۔

حضور اکرم ﷺ کی مدینے میں تشریف آوری کے بعد آپؓ نے جنگِ بدر اور احد میں مردانہ وار شرکت کی۔ جنگ احد کے دلیر علمبر داروں میں سے ایک آپؓ بھی تھے اور اسی جنگ میں اسلام کے اس بطلِ جلیل نے جام شہادت نوش کیا۔ وہ ایک متقی نوجوان تھے جن کی فضیلت کی وجہ سے رسول ﷺ نے ان کو خصوصی توجہ دی۔ وہ ایک ثروت مند گھرانے کے خوبصورت نوجوان تھے جو مکہ کے نوجوانوں سے رسول پاک ﷺ کی موجودگی کا علم حاصل کر کے حضرت زید بن ارقمؓ کے گھر آئے اور اسلام قبول کیا آپؓ نے دین اسلام کی خاطر بہت زیادہ مشکلات برداشت کیں۔ ان کے والدین ان کے کام سے بہت ناراض ہوئے اور ان کو گھر میں قید کر دیا۔ لیکن انہوں نے اپنا مذہب نہیں چھوڑا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے کردار سے درس: آپؓ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ تعلیمات قرآن سے وابستہ شخص کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کا درجہ ہر کسی سے بلند ہوتا ہے خواہ وہ حسب و نسب کا درجہ ہو، ثروت و سرداری کا درجہ

ہو سب اس نوجوان کے درجے سے نیچے ہو جاتے ہیں ایک اور درس کہ راستے میں کتنی رکاوٹیں اور پریشانیاں ہوں بنا گھبرائے آگے بڑھتے رہنا چاہئیے خواہ کتنی مخالفتوں کا سامنا ہو۔ لگن سچی ہو تو اکیلا منزل کی جانب بڑھنے والا شخص قافلہ بنا سکتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ

حضرت معاذ بن جبلؓ جنہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا، آپ ﷺ کے ساتھ ہمیشہ چشم کشا موجود رہتے تھے۔ حضرت معاذؓ کی عمر تقریباً چھبیس سال تھی جب آپؐ نے مکہ میں مذہب کی ترویج کا ذمہ لیا۔ حضرت معاذؓ کے متعلق مورخ طبری نے لکھا ہے کہ

> "ان کا یہ کام تھا کہ گاؤں گاؤں اور ضلع ضلع دورہ کریں اور وہاں تعلیم کی نگرانی اور بندوبست کریں"۔ حضرت معاذؓ ملک یمن کے صرف امیر ہی نہ تھے؛ بلکہ محکمہ مذہبی کے بھی انچارج تھے، ایک طرف اگر وہ صوبہ یمن کے والی و گورنر تھے تو دوسری طرف دین اسلام کے مبلغ و معلم بھی اس لئے حضرت معاذؓ عدالت و قضاء کے فرائض کے علاوہ مذہبی خدمات بھی انجام دیتے تھے؛ مثلاً لوگوں کو قرآن مجید پڑھانا اور اسلام کے احکام کی تعلیم و تلقین کرنا۔"(١٦)

حدیث پیغمبر اکرم ﷺ ہے کہ چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبداللہ بن مسعودؓ، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالمؓ، ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ۔(١٧)

سرکارِ دوعالم کی طرف سے جو احکام املاء کروائے جاتے باقاعدہ ریکارڈ رکھتے بعد ازاں محققین کو وہ ریکارڈ ملا اسی سے استنباط کرکے اسلامی قوانین کی صورت گری کی گئی فقہی و احکامی نوعیت کے مسائل آپ ﷺ سے دریافت کرکے عوام الناس تک پہنچایا کرتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے کردار سے درس: آپ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ ایک علم دوست نوجوان کو نا صرف چشم پیغمبر ﷺ میں اعلیٰ درجہ ملتا ہے بلکہ خداوند عالم کی نگاہ میں بھی وہ بلند ہوتا ہے اس کی سب سے سادہ مثال ہر معاذؓ کا کردار ہے۔

حضرت زبیر ابن عوام

ایک ایسا کم سن سولہ سالہ نوجوان جس کے سید المرسلین ﷺ سے بیک وقت کئی کئی رشتے ہوں پھر بھی اس کی کسر نفسی انتہا کو ہو ایسے کردار کا نام زبیر ابن عوامؓ ہے جنہیں حواری رسول ﷺ ہونے لقب ملا۔ ایک نمایاں تقدم کا شرف یہ پایا کہ سابقین اسلام میں وہ ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ کے روزِ فتح مکہ سرکارِ عالم ﷺ کے ذاتی دستے کے علمبردار تھے۔ آپؓ کا کردار ان اوصاف سے جڑا تھا ایک بڑے عالم، حد سے زیادہ شجاع اور دلیر، سخاوت کے خوگر، مستقل مزاج اور مساوات پسند اور آپؓ سخت جان شہ سواروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپؓ کی

والدہ کافی سخت مزاج تھیں جنگی صلاحیتوں کی پرورش میں آپؓ کی والدہ کی تربیت کا بڑا عمل دخل تھا جنگ بدر میں خوب شجاعت و دلیری کے مظاہرے کیے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی جانبازی کے جوہر دکھائے۔ آپ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

> " حضرت زبیرؓ اگرچہ کمسن تھے، لیکن استقامت اور جان نثاری میں کسی سے پیچھے نہ تھے، قبول اسلام کے بعد ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا، کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے، یہ سن کر جذبہ جانثاری سے اس قدر بیخود ہوئے کہ اسی وقت ننگی تلوار کھینچ کر مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا زبیرؓ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا مجھے معلوم ہوا تھا کہ (خدانخواستہ) حضور گرفتار کر لیے گئے ہیں، سرور کائنات ﷺ نہایت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی، اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ فدویت و جان نثاری میں ایک بچے کے ہاتھ سے برہنہ ہوئی۔"(۱۸)

حضرت زبیر ابن عوام کے کردار سے درس: آپ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ بے شک آپؓ کے رسول خدا ﷺ سے کتنے ہی قریبی اور زیادہ رشتے ہوں جب تک اطاعت و حبِ رسول ﷺ نہیں کچھ نہیں اس کی بہترین مثال ابو لہب ہے۔ اپنے کردار سے قربِ خدا و رسول ﷺ حاصل کرنا ہوتا ہے اور یہ طرہ امتیاز فقط عہد نبوی کے نوجوانوں کے لیے مخصوص نہیں ہے اطاعت سرور کائنات ﷺ ہر دور کے انسان پر فرض ہے۔

حضرت حنظلہؓ

جہاں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے دشمنوں کی کوئی کمی نہیں وہاں ایسے ایسے جانثار موجود ہیں جنکا غسل فرشتے کرواتے ہیں اور وہ غسیل الملائکہ کے درجے پر فائز ہو جاتے ہیں ان میں ایک کردار قبیلہ خزرج کے ایک نوجوان حضرت حنظلہؓ کا ہے جو اسلام کے سخت اور بدترین دشمن ابو عامر کے بیٹے جنھوں نے جنگ احد کی رات عبداللہ بن ابی سلول جو منافقین کا سردار تھا کی بیٹی سے شادی کی حضرت حنظلہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شہر میں رہنے اور اپنی بیوی کے پاس جانے کی اجازت مانگی کیونکہ ان کی رخصتی اسی رات ہوئی جس کی صبح مسلمانوں کو غزوۂ احد کے لیے نکلنا تھا اس پر ایک وحی خاص طور پر نازل ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اجازت دینے کے لیے سورہ نور کی آیت ۶۲ کا نزول ہوا کہ:

> "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔"(۱۹)

> **"مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں، جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں**

وہی ہیں جو اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے تو چاہے اجازت دے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کر، اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی اجازت دی۔ آپؓ نے وہ رات حجلہ عروسی میں گزاری علی الصبح اچانک روانگی کا اعلان ہو گیا حکم تعمیل پیغمبر ﷺ اور شوقِ جہاد کی سرشاری میں انہیں غسل کا خیال تک نہ رہا آپؓ جنگ میں شرکت کے لیے یک دم روانہ ہو گئے تا کہ جہاد کا موقع ضائع نہ ہو اور جب وہ ابو سفیان کو قتل کرنے ہی والے تھے کہ مشرکوں میں سے ایک شخص نے اپنے نیزے سے آپؓ کو شہید کر ڈالا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے زمین و آسمان کے درمیان فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہ کو بارش کے پانی سے سونے کے پتوں سے غسل دے رہے ہیں۔"

اسی وجہ سے آپ کو "غسیل الملائکہ "کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے فرشتوں کا غسل"(۲۰)

حضرت حنظلہؓ کے کردار سے درس: آپ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ ایک نوجوان کی اخلاق وعادات کی عظمت وبلندی اس کمال پر ہے کہ "پدر فاسق "کا فرزند تقی اپنی قوم کے ناصیہ کمال پر غرہ عظمت بن کر چمکا۔ جس نوجوان کو نا اپنی جان کی پروا تھی نا آنے والی آسودہ ازدواجی زندگی کی بس دھن تھی تو اسلام پر قربانی کی۔

حضرت عمرو بن سلمہ قیس الجرمیؓ

ایک کمسن نوجوان عمرو بن سلمہ بن قیس الجرمیؓ کے کردار کا مطالعہ کریں تو کمسن ترین امامت کے عہدے پر فائز ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں اپنے قبیلے میں سب سے چھوٹے تھے قرآن سب سے زیادہ جانے والے تھے لوگوں نے انہیں امام بنایا قبیلہ جرم میں ہمیشہ یہ سب سے آگے ہوتے اور بطور امام نماز پڑھاتے۔ جب تک زندہ رہے یہ نماز جنازہ اور مسجد کی امامت کرتے رہے۔ خود عمرو بن سلمہ الجرمیؓ کا بیان ہے کہ

"ان کے والد سلمہ الجرمی اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ نبی پاک ﷺ کے پاس آئے، اسلام قبول کیا اور قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کی۔ تب انھوں نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ! ہمیں نماز کون پڑھائے گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سب سے زیادہ قرآن یاد کیا ہو، وہ نماز پڑھائے"۔ جب سارے لوگ واپس آئے تو انھیں مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا، چنانچہ مَیں نے نماز پڑھانی شروع کر دی"۔(۲۱)

حضرت عمرو بن سلمہ قیس الجرمی کے کردار سے درس: آپؓ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ ایک کمسن نوجوان بھی عشق قرآن و اسلامی تعلیمات سے رغبت اور لگاؤ کے سبب بزرگوں کی امامت کر سکتا ہے۔ جب کہ دور حاضر کے نوجوانوں کو ایک آیت بھی یاد کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہے لازم ہے کہ ہم عہد نبوی کے نوجوانوں کی روش پر چلیں اور دور حاضر میں امامت کریں تا کہ اسلامی تعلیمات ہر فرد تک پہنچیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ

ایک ایسے شجاع نوجوان کے کردار کی بات ہے جو ظہور اسلام کے ابتدائی ایام میں اپنے والدین کے ساتھ مشرکین کی اذیتیں برداشت کرتا رہا یہاں تک کے ان کے والد یاسرؓ اور والدہ سمیہؓ اسلام کے پہلے شہیدوں میں سے شمار ہوئے جن کو بے رحمی سے شہید کر دیا گیا مگر آپؓ کے حوصلے پست نا ہوئے اور ماں باپ کی قربانی نے آتشِ عشق اسلام کو مذید بھڑکا دیا۔ اس قدر مصائب و تکلیفات کا سامنا رہا کہ بیان سے باہر ہے۔

> "ایک دفعہ مشرکین نے حضرت عمارؓ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا، آنحضرت ﷺ اس طرف سے گذرے تو ان کے
> سر پر دستِ مبارک پھیر کر فرمایا "اے آگ تو ابراہیم علیہ وسلم کی طرح عمارؓ پر ٹھنڈی ہو جا" اسی طرح جب ان کے گھر کی طرف سے گذرتے اور خاندانِ یاسرؓ کو مبتلائے مصیبت دیکھتے تو فرماتے "اے آلِ عمارؓ تمہیں بشارت ہو جنت تمہاری منتظر ہے"۔(۲۲)

غزوۂ بدر سے غزوۂ تبوک تک جس قدر اہم معرکے پیش آئے، سب میں وہ جانبازی شجاعت کے ساتھ حضرت خیر الانام ﷺ کے ہمرکاب رہے عمار بن یاسرؓ حبشہ کو ہجرت کرنے والوں کے سربراہ بھی تھے تعمیر مسجد بنوی میں آپؓ کا شوق و محبت قابل دید تھا ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ

> "ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمارؓ دو دو اینٹ اٹھاتے تھے، ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے گذرے تو آپ ﷺ نے نہایت شفقت کے ساتھ ان کے سر سے غبار صاف کیا۔"(۲۳)

حضرت عمار بن یاسرؓ کے کردار سے درس: آپ کے کردار سے عہد حاضر کے نوجوانوں کو یہ درس ملتا ہے کہ عہد نبوی میں ایسے بے لوث اور سچے نوجوان تھے جن کو ماں باپ کی موت نے بھی خوف میں مبتلا نا کیا بلکہ عشق اسلام کی لو کو مزید دہکا دیا تاریخ اسلام کی یہ شخصیات نایاب ہیں۔

خلاصہ کلام

عہد نبوی جو مشکلوں، آزمائشوں، جنگوں اور پھر بھرپور کامیابیوں کا زمانہ تھا عہد حاضر کے نوجوانوں کے لیے اس میں ایک نئے اندازِ فکر کا زمانہ بھی ہے کیوں کہ اس میں جوش جوانی تازگی، تندہی کے پیکر اور فتح و کامیابی کی علامت نوجوانوں کے کردار کی لازوال

داستانیں ہیں جن کے ماتھے پر قابلیت کی چمک اور نگاہوں میں وفا کی شمع چمکتی تھی وہ تمام شعبوں میں سردار انبیاء ﷺ کے لیے نہایت مفید و کارآمد تھے۔ سرور کائنات ﷺ نے ہمیشہ نوجوانوں کو بہت اہمیت دی ان کی طاقت و قابلیت سے استفادہ حاصل کیا اور ان سے اکثر معاملات میں مشورہ کیا۔ جس پر کچھ لوگوں نے اعتراض بھی کیا تھا تو آپ ﷺ نے عمر و تبے اور حسب نسب پر کردار و عمل کو فوقیت عطاء فرمائی تھی۔ اور آپ ﷺ نے پورے عہد نبوی میں افراد کی انفرادی قابلیت، صلاحیت، جرات، کردار اور جذبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے کسی بھی منصب و عہدے پر فائز کیا کرتے۔ جس کی کئی تاریخ ساز مثالیں موجود ہیں جیسے جنگِ خیبر میں حضرت علیؓ کی کم عمری کے باوجود انھیں ایک بہت بڑے معرکے کا سپاہ سالار بنایا گیا۔ اس کے بعد کے سالوں میں انھیں گورنر اور قاضی جیسے عہدے بھی دیے گئے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بارہا فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے نوجوانوں کے دلوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کی ذمہ داری نبھائی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو مکہ شہر میں قرآن کی تعلیم اور احکام بیان کرنے کا کمشنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمرو بن حزمؓ کو اسلام پھیلانے کے لیے نجران بھیجا گیا۔ یہ تمام واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو نوجوانوں کی نشو و نما اور تعلیم میں بہت دلچسپی تھی اسی لیے تعلیمی و معاشرتی ترقی کے لیے نوجوانوں کے ذریعے ہی جاہلانہ نظاموں کو توڑنا اس بات کی ایک مثال ہے کہ آپ ﷺ کو نوجوانوں پر بہت بھروسہ تھا۔ عہد نبوی میں احکامات، سورتوں اور خطوط کی ترسیل، فیصلہ سازی، سیاسی انتظام، بتوں کو تباہ کرنا، طاقت کی تربیت سرور کائنات ﷺ کی نوجوانوں پر بھروسہ کرنے کی ایک اعلیٰ و ناقابل تقابل مثال ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے بعض نوجوانوں نے غیر ملکی زبانوں کا سیکھا، عہد نبوی میں بہت سے نوجوان سورج کی طرح چمکتے ہوئے ظاہر ہوئے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے اور آپ ﷺ کے خطوط کے قاصد عموماً نوجوان ہوتے تھے۔ المختصر عہد نبوی میں نوجوانوں نے اپنے اعلانیہ و غیر اعلانیہ یعنی مخفی کردار سے چہار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا کر دیا جس جوانی میں امارت و مراتب کے خواب دیکھے جاتے ہیں اس سن و سال میں عہد نبوی کے نوجوانوں نے اپنے شباب، مال و احباب سے دین اسلام کی تبلیغ و ترویج، معاشی، معاشرتی، جنگی، سفارتی، سیاسی، علمی، عملی، فلاحی اور اصلاحی امور میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ عہد حاضر کے نوجوان پر لازم ہے کہ عہد نبوی کے مسلمانوں کی پیروی کریں اور ان کے کردار سے درس لیتے ہوئے دور حاضر میں اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں رہنا چاہیئے۔

تجاویز و آراء

عہد حاضر کے نوجوان کو دشمنِ اسلام کے تمام طاغوتوں کی ہر ہر چالوں اور حربوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرنی ہوگی اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب نوجوان کامل سچائی اور اخلاص کیساتھ ایمان اور صحیح عقیدے کی روشنی اپنے بھرپور کردار سے دوسروں تک پہنچائے، نوجوانوں کو عہد حاضر میں اسلام کی سربلندی اور فتنوں اور آزمائشوں سے بچنے کے لیے علم نافع اور عمل صالح سے اپنے کردار کو سجانا ہوگا۔ عہد حاضر کے نوجوان کی دشمن اسلام چہار جانب سے پہچان و ایمان مٹانے کی جدوجہد میں مصروف ہے اور نوجوان اس سازش کی دلدل میں دھنستے ہی جا رہے ہیں اپنے کردار و اخلاق, شرم و حیا, ادب و احترام جیسی صفات سے محروم نظر آتے ہیں آج کے مسلم نوجوان کو

چاہیے کہ اپنی زندگی کا اصل مقصد تلاش کریں اور اپنے آپ کو پہچانیں اور یہ پہچان اسے صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکے گی جب وہ قرآن وسنت کے ساتھ اپنا تعلق جوڑیں گے تعلیمات اسلامی کا مطالعہ کریں گے سیرت صحابہؓ سے متعارف ہونگے۔

۱۔ نوجوان نسل کے ذہن کی از سر نو تعمیر کی جائے۔

۲۔ نوجوان نسل کو اسلامی تاریخ سے واقفیت دی جائے۔

۳۔ تعلیمی نصاب میں اسلام کی شاندار تاریخ کو اجاگر کیا جائے۔

۴۔ دین دشمن عناصر اور مغربی تہذیب کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

۵۔ نوجوانوں میں سوشل میڈیا کے بے دریغ استعمال کو کنٹرول کیا جائے۔

۶۔ انٹرنیٹ پر اسلامی تعلیمات کے خلاف مواد رکھنے والوں پر کاروائی کی جائے۔

۷۔ نوجوان کو سیاسی آلہ کار بنانے سے روکا جائے۔

۸۔ تعلیمی اداروں میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگا کر سماجی کام کرنے کی تعلیم وتربیت کے جائے۔

۹۔ تعلیمی اداروں میں نوجوانوں کی تخلیقی سرگرمیوں پر دھیان دیا جائے۔

۱۰۔ تعلیمی اداروں میں اس طرز کے موضوعات پر باقاعدہ مذاکراتی محافل، اجتماعات منعقد کروائے جائیں۔

حوالہ جات:

۱۔ حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ محمد، مترجم، قادری رضوی، ابی الفضل محمد شفیق، المستدرک علی الصحیحین، (لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، فروری 2010ء) ص946، ح2416۔

۲۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع سنن ترمذی مترجم مع فوائد وتوضیح، ترمذی (لاہور: دارالحمد، فروری 2018ء) ص114۔

۳۔ فیروز اللغات (عربی، اردو) مرتب کردہ: مقبول بیگ باخشانی، ایڈیٹر: ڈاکٹر وحید قریشی، (لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ 2004ء) ص547۔

۴۔ فیروز اللغات اردو جامع، (لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، چوتھی اشاعت، 2011ء) ص508۔

۵۔ القرآن: 14-13/18۔

۶۔ مجلسی، محمد باقر، مترجم، ممتاز، سید حسن امداد، الحسینی، سید طیب آغا الموسوی، بحار الانوار، (کراچی: محفوظ بک ایجنسی، جنوری 1980ء)، ج6، ص415۔

۷۔ بحار الانوار، ج21، ص123۔

۸۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004م) ص72۔

۹۔ فیروز اللغات اردو جامع، ص510۔

۱۰-بدخشانی، مقبول بیگ، فیروز اللغات فارسی اردو،(لاہور:فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ2004ء)،ص110۔
۱۱-کلینی، محمد یعقوب، مترجم نقوی، سید ظفر حسن، اصول کافی،(کراچی: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ)ج8،ص110،ح90۔
۱۲-بحار الانوار، ج۲۲،ص۲۷۲۔
۱۳-القرآن:۳۳/۳۷۔
۱۴۔سعد ابن محمد، طبقات ابن سعد(کراچی: نفیس اکیڈمی، مئی ۲۰۱۲ء)ج۱، جزء۳،ص ۲۷-۲۹۔
۱۵۔ابن قیم الجوزیۃ، شمس الدین ابوعبداللہ بن اابو بکر، زاد المعاد، مترجم، رئیس احمد جعفری،(کراچی: نفیس اکیڈمی،۱۹۷۵ء)۲/ ۵۱۔
۱۶-طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک،(بیروت: دارالفکر،۱۹۸۷ء)۲/ ۲۷۴۔
۱۷۔صدیقی، یسین مظہر، ڈاکٹر عہد نبوی کا نظام حکومت،(علی گڑھ: ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی،۱۹۹۴ء)ص ۹۴۔
۱۸۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مترجم محمد داؤد راز دھلوی،(دہلی: ناشر مرکزی جمعیت الحدیث ہند،۲۰۰۴م)۲/ ۹۵۲،ح ۶۴۳۱۔
۱۹۔سورہ نور ۶۲/ ۲۴۔
۲۰۔قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی،(تہران: دارالکتاب اسلامیہ،۱۳۶۳ش)ج۱،ص۱۱۸۔
۲۱۔النسائی، ابوعبدالرحمٰن، سنن النسائی، مترجم علامہ وحید الزمان،(مکتبہ/ شریف، ملتان،۱۹۹۹م)ح۹۰۷۔
۲۲۔حکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین،(بیروت: دارالکتب العلمیہ،۱۹۹۰ء)۳/ ۳۸۸۔
۲۳-مستدرک حاکم:۳/ ۳۸۷۔